2

نئے سال میں نئے ارادے، نئی کوشش اور نئی تدبیروں کے ساتھ اپنے پروگرام پر عمل کرو

(فرمودہ 9/جنوری 1953ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"میں جمعہ کے لیے تو آ گیا ہوں۔ لیکن دو دن سے میری لات میں درد شروع ہو گیا ہے۔ میں ایک گھٹنے پر نی کیپ (Knee cap) باندھ کر مسجد میں آیا ہوں۔ ورنہ مجھ سے ٹھیک طرح نماز نہیں پڑھی جاتی اور میرے لیے سجدہ کرنا مشکل ہے۔ بہرحال چونکہ نیا سال شروع ہوا تھا اور اسے ہمیں نئے عزم، نئے ارادے، نئی کوشش اور نئی تدبیروں کے ساتھ شروع کرنا چاہیے اس لیے میں مسجد میں آ گیا ہوں۔ ہم نے اپنی زندگی میں بہت سے پروگرام بنائے۔ اور شاید ان میں سے بہت سے توڑے اور بہت سوں میں کامیاب ہوئے۔ لیکن اگر ہم غور سے اپنے پروگراموں پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ جہاں تک ہنگامی کاموں کا سوال ہے ہم ان میں کامیاب رہے ہیں۔ لیکن مستقل پروگراموں میں جہاں تک قومی پروگراموں کا سوال ہے اس میں تو ہم کامیاب رہے ہیں یعنی ہمیں ایک کے بعد دوسرا آدمی کام سنبھالنے والا ملتا رہا۔ لیکن جہاں تک انفرادی سوال ہے ہم میں استقلال کی روح نہیں پائی گئی۔ یعنی کئی نوجوان ایسے آئے جنہوں نے چند سال کام کیا اور گر گئے۔ کئی نوجوان ایسے آئے

جنہوں نے دس گیارہ سال کام کیا اور گر گئے۔ لیکن ایسے آدمی جو عزم کے وقت سے لے کر موت تک اس پر قائم رہیں بہت کم آئے ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنے نئے پروگرام شروع کرنے سے پہلے اپنے آپ کو وقت پر بیدار کر لینا چاہیے۔ مثلاً اب ہمارا نیا سال شروع ہوا ہے۔ ہماری مشکلات پہلے سے زیادہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں مشکلات ایک رنگ میں زیادہ تھیں اور ایک رنگ میں کم تھیں۔ دس پندرہ آدمی ایسے تھے جو بوجھ برداشت کر کے اپنے کام چھوڑ کر قادیان آ گئے تھے اور وہ آپ کے کام میں ہاتھ بٹا رہے تھے اور باقی مالی امداد کر لیتے تھے۔ اُس وقت مالی امداد، کام کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔ آج مالی امداد کی نسبت کام زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اُس وقت جماعت اگر خدانخواستہ ناکام ہو جاتی تو خطرہ بہت کم تھا اب خطرہ بہت زیادہ ہے کیونکہ جماعت میں سے ایک دو کا ایسا نکل آنا جن کو دنیا سر پھرے کہتی ہے تم انہیں مستقل مزاج سمجھ لو زیادہ مشکل نہیں۔ ایسے لوگ مل جاتے ہیں۔ شاہ دولے کے چوہوں کو دیکھ لو کتنے احمق ہوتے ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے بیوقوف پائے جاتے ہیں جو شاہ دولے کے چوہے بناتے رہتے ہیں۔ پس پہلے زمانہ میں صرف چند سر پھروں کی ضرورت ہوتی تھی اور وہ اکثر مل جاتے تھے۔ لیکن اب سینکڑوں اور ہزاروں سر پھروں کی ضرورت ہے اور اتنی تعداد میں سر پھرے ملنے مشکل ہیں۔ جماعت کی نسبت کے لحاظ سے اب کارکن زیادہ ہیں پہلے کارکن کم تھے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مبلغ نہیں تھے۔ آپ کتابیں لکھتے تھے اور انہیں شائع کر دیتے تھے۔ شروع میں آپ کے پاس پریس تک نہیں تھا۔ آپ کی کتابیں عیسائیوں کے پریس میں چھپتی رہیں۔ بعد میں ایک مسلمان کے پریس میں چھپنے لگیں اور پھر اپنا پریس قائم ہوا جو صرف دستی پریس تھا۔ پس اُس زمانہ میں اس لحاظ سے مشکلات زیادہ تھیں کہ ذرائع کم تھے۔ لیکن اِس لحاظ سے مشکلات کم تھیں کہ کارکن تھوڑے تھے اور تھوڑے کارکنوں سے کام لینا آسان ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے جماعت اُس زمانہ میں محفوظ تھی۔

آج ذرائع بے شک زیادہ ہیں لیکن مشکلات بھی پہلے سے بڑھ گئی ہیں۔ آج کام کرنے والوں کی نگرانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ اگر اِس وقت ہمیں کوئی خطرناک مالی ٹھوکر لگی جیسے اس کے آثار نظر آ رہے ہیں تو تم میں سے بہت سے ایسے آدمی ہونگے جو اَب تو صدقے جاؤں! واری جاؤں!

کہہ رہے ہیں لیکن اُس وقت وہ بوریا بستر باندھ کر یہاں سے چلے جائیں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے یہ بات کہی تو انہیں بہت بُری لگی۔ اورانہوں نے کہا استاد! ہم تو آپ کے لیے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے آپ ایسا کیوں کہتے ہیں کہ ہم بھاگ جائیں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ایک شخص جو اِس وقت میرے پیالہ میں کھانا کھا رہا ہے اوراس کا ہاتھ میرے ہاتھ سے بعض دفعہ چُھو جاتا ہے وہ شام تک مجھے پکڑ وا دے گا1۔ اُس وقت تین آدمی تھے جن میں سے ایک نکل گیا دو باقی رہ گئے۔ پطرس نے کہا اے استاد! کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کو چھوڑ دیں۔ ہمیں تو آپ ہمارے مال وجان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا اے پطرس! صبح مرغ اُس وقت تک اذان نہیں دے گا جب تک کہ تُو مجھ پر تین دفعہ لعنت نہ ڈال لے2۔

پس ایسی کمزور طبائع بے شک ہوتی ہیں۔ صرف موجودہ اخلاص اور موجودہ حالت کو نہیں دیکھا جاتا۔ آج اگر کوئی شخص مخلص ہوتا ہے تو پرسوں کو وہ بھاگ جاتا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تم میں سے درجنوں نوجوان جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی تھیں آج بھاگے ہوئے ہیں؟ بعض نوجوانوں نے تو شرافت سے نکلنے کی کوشش کی لیکن بعض مختلف قسم کے بہانے بنا بنا کر اور گند اچھال کر بھاگے ہیں۔ پس چونکہ اِس وقت خطرات زیادہ ہیں اس لیے ہمیں اپنی سکیمیں بدل لینی چاہییں۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہمیں ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ کل پرسوں سے میں نے سوچنا شروع کیا ہے کہ جلسہ کے بعد اب دوسرا جمعہ آ گیا ہے۔ گویا اگلے پروگرام میں سے اب بارہ دن گزر گئے ہیں۔ اگر ہم اب بھی نہیں سمجھے اور ایک اَور بارہ دن گزر گئے، پھر ایک اَور بارہ دن گزر گئے، پھر ایک اَور بارہ دن گزر گئے تو ہم کو یہ چیز اپنے ارادہ سے اِس قدر دور کر دے گی کہ ہمارا جوش پھیکا پڑ جائے گا۔ پھر جوش ٹھنڈے ہوگئے تو ہم کہیں گے چلو یہ سال تو گزر گیا ہم اب نئے سال سے کام کریں گے اور ہماری ہر کوشش باطل اور بیکار جائے گی۔ میری آج مسجد میں جمعہ کے لیے آنے کی بڑی وجہ یہی تھی کہ میں جماعت کو اِس طرف توجہ دلاؤں کہ نئے سال کے بارہ دن گزر گئے ہیں اور ہمارا نیا پروگرام بارہ دن پیچھے جا پڑا ہے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں آپ نے قربانیاں کیں، پہرے دیئے، محنت کی، تکالیف اٹھائیں، کئی لوگوں نے لُوٹ مار بھی کی جیسا کہ میرے پاس بعض رپورٹیں آئی ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں نے قربانی کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ باہر سے آنے والوں نے تو اِس حد تک قربانی کا نمونہ دکھایا کہ

اُن میں سے کئی ایسے آسودہ حال لوگ بھی تھے جو گھروں میں دریوں اور قالینوں پر سونا بھی ناپسند کرتے ہیں لیکن جلسہ کے دنوں میں وہ زمینوں پر سوئے۔ وہ ایسے مکانوں میں سوئے جن کی چھتیں سروں سے لگتی تھیں، جن کی چھتیں گھاس پھوس کی تھیں۔ پھر اِس دفعہ خصوصیت سے بعض بارکوں کو آگ لگ گئی اور مستورات کو ساری رات بارکوں (BARRACK) سے باہر گزارنی پڑی۔ بعض عورتوں نے کہا کہ رات ہی گزارنی ہے چلو باہر بیٹھ کر گزارلو۔ چنانچہ انہوں نے بارکوں کے سامنے بیٹھ کر رات گزاری۔ ان ایام میں جو قربانی کے تھے تم میں ایک جوش پیدا ہوا اور تم نے ایک نیا عزم کر لیا، نیا ارادہ کر لیا۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ جوش تو لوگوں کی قربانیوں کو دیکھ کر پیدا ہوا تھا ہمارا کام یہ تھا کہ ہم اس جوش کو قائم رکھتے۔ لیکن ہم اس جوش کو اُس وقت تک قائم نہیں رکھ سکتے جب تک کہ ہم ایک ایک دن گزارنے پر یہ محسوس نہ کریں کہ ہمارا عزم اور ہمارا ارادہ ختم ہو رہا ہے۔ تم ان پروگراموں کے متعلق سوچو۔ کسی پروگرام پر عمل کرنے سے پہلے یہ ہوتا ہے کہ فرد سوچتا ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ کوئی قوم اُس وقت تک جیتتی نہیں جب تک کہ اُس کے افراد میں سوچنے کی عادت پیدا نہ ہو جائے۔ پس تم پہلے سوچنے کی عادت پیدا کرو۔ تم رات دن سوچو کہ تم کس طرح ترقی کر سکتے ہو۔ تم کس طرح خدمت اسلام کر سکتے ہو۔ تم کس طرح خدا تعالیٰ کے فضلوں، اس کی برکتوں اور اس کی محبت اور پیار کو حاصل کر سکتے ہو۔ پھر گروپس (Groups) ہوتے ہیں۔ یعنی محلوں کی انجمنوں کو سوچنا چاہیے۔ اگر وہ ہفتہ میں ایک دن اجلاس کرتے ہیں تو ایک دفعہ اِس امر کو سامنے رکھ کر غور کریں۔ اور اگر وہ دو دفعہ اجلاس کرتے ہیں تو دو دفعہ اس امر پر غور کریں اور جماعت کے سامنے یہ بات پیش کریں کہ ہمارا یہ پروگرام تھا اور ہم نے اِس حد تک اِس ہفتہ میں اِس پر عمل کیا ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ مہینہ دو مہینہ میں ایک دفعہ میٹنگ کی، چند باتیں کیں اور میٹنگ برخواست کر دی۔ اب بعض محلوں کی طرف سے یہ اطلاع آئی ہے کہ ہم نے سوچا ہے اور باہم مشورہ کر کے ایک پروگرام بنایا ہے۔ لیکن اس میٹنگ میں تو صرف ایک دفعہ غور کیا گیا تھا۔ لیکن کیا ایک دفعہ کھانا کھانا کافی ہوا کرتا ہے؟ جس طرح صرف ایک دفعہ کھانا کھانا کافی نہیں ہوتا اِسی طرح ایک دفعہ سوچنا کافی نہیں۔ ہمیں جماعت کے افراد کے کانوں میں یہ باتیں بار بار ڈالنی چاہییں۔ ہمیں جماعت کے سامنے بار بار یہ بات رکھنی چاہیے کہ ہمارا کیا پروگرام تھا اور اُس پر کس قدر ہم نے عمل کیا ہے۔ ہر محلّہ کی انجمن کو ہفتہ میں ایک دفعہ یا دو دفعہ اپنا پروگرام جماعت کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

کہ ہم نے کیا کِیا اور کیا نہیں کیا۔ پھر دیکھیں لوگوں کے اندر ایک جنون پیدا ہوتا ہے یا نہیں ۔ اگر ایک مہینہ میں ایک دفعہ میٹنگ کر لی اور پھر بھول گئے تو اگلے سال تو لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے۔ پس ایک چیز تو یہ ہے کہ ہر فرد پروگرام کو بار بار اپنے ذہن میں لائے اور کوئی دن ایسا نہ جائے جس دن اُس نے اس بات پر غور نہ کیا ہو کہ ہمارا کیا پروگرام تھا۔ اور اب تک ہم نے اس پر کس حد تک عمل کیا ہے۔ یہی محاسبہ ہے جسے صوفیاء نے روحانیت کے لیے بڑی ضروری چیز قرار دیا ہے۔

پس تم بار بار سوچو کہ ہماری یہ ذمہ داری تھی۔ ہم نے اِس سال اپنی پیدائش کی فلاں غرض کو اپنے سامنے رکھا تھا۔ اس کے مطابق ہم نے کس حد تک عمل کیا۔ ہم نے کس حد تک اپنی اس ذمہ داری کو پورا کیا۔ سال کے 360 دن ہوتے ہیں۔ اگر ایک دن ضائع ہو گیا تو آپ کے پروگرام کا 360واں حصہ ضائع ہو گیا۔ اگر دو دن ضائع ہو گئے تو 180واں حصہ پروگرام کا ضائع ہو گیا۔ اگر تین دن ضائع ہو گئے تو 120واں حصہ پروگرام کا ضائع ہو گیا۔ اگر چار دن ضائع ہو گئے تو 90واں حصہ پروگرام کا ضائع ہو گیا۔ اگر سات دن گزر گئے تو پچاسواں حصہ پروگرام کا ضائع ہو گیا۔ اب دیکھو کتنی کتنی جلدی وقت ضائع ہوتا ہے۔ سات دن کی غفلت سے سال کا دو فیصدی پروگرام ضائع ہو جاتا ہے۔ اب اگر تمہاری دو فیصدی تنخواہ کم ہو جائے تو تمہیں کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ دو فیصدی غلہ کم ہو تو کتنی تکلیف ملک کو برداشت کرنی پڑتی ہے۔ پچھلے سال حکومت کے خیال کے مطابق پانچ فی صدی غلہ کم پیدا ہوا جس کی وجہ سے ملک میں قحط پڑا ہوا ہے۔ میرے نزدیک اگرچہ یہ بات غلط ہے۔ لیکن چونکہ ہر قسم کا حساب گورنمنٹ کے پاس ہے اس لیے اسے سرسری بھی نہیں کہا جا سکتا۔ غلہ کی قیمت 6 روپے سے بعض جگہ 32 روپیہ فی من تک پہنچ گئی ہے۔ گویا چھ گنا قیمت بڑھ گئی ہے۔ اِسی طرح اگر تم سال کا ایک ہفتہ ضائع کرو گے تو تم پر اُس سے آدھی آفت آ جائے گی جو پانچ فیصدی غلہ کم ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ پر آئی۔ اور اگر دو ہفتے ضائع ہو گئے تو وہی پانچ فیصدی ہو گیا اور آپ لوگوں کو وہی تکلیف اٹھانی پڑے گی جو اِس سال پانچ فیصدی غلہ کم ہونے کی وجہ سے تم اٹھا رہے ہو۔ گویا اگر تم نے دو ہفتے کام نہیں کیا تو تمہارے کام کا اتنا غلہ ضائع ہو گیا جتنا امسال ملک کا کم ہوا اور اسے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور 6 روپے فی من کی بجائے تمہیں 26، 26 روپے فی من یا اس سے بھی زیادہ قیمت ادا کرنی پڑی۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے مقصد اور پروگرام کو جو تم نے اپنے اِس سال کے لیے تجویز کیا ہے پورا کرنے کے لیے چار گُنا سے بھی

زیادہ محنت کرو گے، چار گُنا سے بھی زیادہ قربانی کرو گے۔ پس تم بار بار محلّہ کی انجمن کے سامنے یہ بات لاؤ کہ اس قدر وقت گزر گیا ہے اور اس عرصہ میں ہم نے اس قدر کام کیا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ انجمن کا اجلاس بلایا، ریزولیوشن پاس کیا اور پھر چُپ ہو گئے۔ باہر کی انجمنوں کو بھی بار بار اجلاس کر کے جماعت کے سامنے یہ چیز پیش کرتے رہنا چاہیے کہ اِس سال اُن کا یہ پروگرام تھا اور اس عرصہ میں انہوں نے اس قدر کام کیا ہے۔ جماعت میں بار بار یہ بات پیش کی جائے اور اُن سے پوچھا جائے کہ انہوں نے اس وقت تک کیا کام کیا ہے؟ اگر تم اس طرح کرو گے تو دیکھو گے کہ جماعت میں آپ ہی آپ بیداری پیدا ہو جائے گی۔

جماعت کے سامنے بار بار کارگزاری لانے سے وہ اپنے مقصد کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ جب کسی انسان کو صدمہ ہوتا ہے تو تم نے دیکھا ہوگا کہ اُس صدمہ کی بات بار بار سننے سے اُسے کتنا غم محسوس ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے بھئی! تم بار بار اس صدمہ کو میرے سامنے نہ لاؤ۔ اِس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایک بات جو گزر چکی ہواُسے بار بار کہنے سے اگر وہ غم کی ہے تو زخم اَور گہرا ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ خوشی کی ہے تو وہ خوشی کو دوبالا کر دیتی ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم اپنے کاموں میں اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ ایک دفعہ مجلس کر لیتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں۔

پس محلوں کی مجلس میں اگر وہ ہفتہ میں ایک دفعہ بیٹھتی ہے تو ایک دفعہ، اور اگر زیادہ دفعہ بیٹھتی ہے تو زیادہ دفعہ، اس سوال کو پیش کریں کہ ہم نے کیا کام کرنا تھا۔ سال میں اتنا وقت گزر گیا ہے اور ہم نے اس قدر کام کیا ہے۔ اِسی طرح میں باہر کی جماعتوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ تم یہ نہ سوچو کہ ابھی ہم جلسہ سے واپس آئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے ابھی جلسہ ہی ختم نہیں ہوا بلکہ سال میں سے 12 دن گزر چکے ہیں۔ دراصل ہمارا سال 29 دسمبر سے شروع ہو جاتا ہے۔ 28 دسمبر کو جلسہ ختم ہوتا ہے اور 29 دسمبر سے نیا سال شروع ہو جاتا ہے۔ اور ہم کو اُسی وقت سے اِن تجاویز پر عمل کرنا شروع کر دینا چاہیے جو ہم جلسہ سالانہ پر تیار کرتے ہیں۔ اِس طرح ہمارے اِس سال کے پروگرام میں سے دو فیصدی ضائع ہو گیا ہے۔ اب دیکھو کہ اس دو فیصدی نقصان کو تم کتنی مشکل سے پورا کرتے ہو۔ میں نے بتایا ہے کہ ملک میں پانچ فیصدی کم غلہ پیدا ہونے کی وجہ سے گندم کی قیمت

6روپے سے بڑھ کر 26 روپے فی من تک پہنچ گئی ہے۔ اِسی طرح تمہیں بھی اِس سال دگنی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ یعنی پہلے جو کام ایک روپیہ میں ہو جاتا تھا وہ اب دو روپیہ میں ہوگا۔ اور اگر اتنے دن اور گزر گئے تو جو کام ایک روپیہ میں ہوتا تھا وہ چار روپے میں ہوگا۔ اور جو کام ایک سو روپیہ میں ہوتا تھا وہ چار سو روپیہ میں ہوگا۔ پہلے اگر ایک رکعت تمہیں خدا تعالیٰ کے قریب لاسکتی تھی تو اب تمہیں خدا تعالیٰ کے قریب آنے کے لیے چار رکعتیں پڑھنی پڑیں گی۔ اور اگر جنوری کا سارا مہینہ گزر گیا اور ہم اپنے مقصد اور پروگرام پر عمل کرنے کے قابل نہ ہو سکے تو ہمارا ساڑھے بارہ فیصدی نقصان ہو چکا ہوگا۔ یعنی جو کام ایک روپیہ میں ہو سکتا تھا اُس کے لیے ہمیں ساڑھے بارہ روپے خرچ کرنے پڑیں گے۔ اور جو قرب ہمیں ایک رکعت پڑھ کر حاصل ہو سکتا تھا۔ اُس کے لیے ساڑھے بارہ رکعت نماز پڑھنی ہوگی۔ ایک دفعہ استغفار کرنے کی بجائے ہمیں بارہ دفعہ استغفار کرنا پڑے گا۔ اور ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنے کی بجائے ہمیں بارہ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا پڑے گا۔ تب جا کر ہمارا گزارہ ہوگا۔ اگر اِس چیز کو حسابی طور پر دیکھا جائے تو تمہیں اندازہ ہو کہ ہمارا اِس قدر نقصان ہوگا۔

پس مَیں تمہیں وقت پر اس خطرہ سے آگاہ کرتا ہوں کہ اگر یہ سال بغیر کچھ کئے گزر گیا تو سال کے آخر میں تمہارا دل مُردہ ہو جائے گا اور تم کہو گے کہ ہمیں تو کچھ بھی نقصان نہیں ہوا۔ لیکن تمہاری وہ رائے کچھ حقیقت نہیں رکھے گی۔ کیونکہ اُس وقت تک تم مُردہ ہو چکے ہوگے اور مُردہ دل کو اپنے نقصان کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ جس طرح جسم کا جو حصہ سُن ہو جاتا ہے، ڈاکٹر اُسے کاٹ دیتا ہے اور اُس شخص کو ذرہ بھر بھی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اِسی طرح اُس دل کو کیا تکلیف ہوگی جو مر چکا ہے۔

پس میں اُس وقت کے حالات پیش کر کے تمہیں آگاہ نہیں کرتا کیونکہ اُس وقت تو تمہارا دل مر چکا ہوگا اور اُسے اِس بات کا احساس ہی نہیں ہوگا کہ تمہارا کتنا نقصان ہو چکا ہے۔ میں تمہیں موجودہ حالات کے لحاظ سے آگاہ کرتا ہوں کہ تم اندازہ لگالو کہ سال کے گزر جانے کے بعد تم کتنا

نقصان اٹھاؤ گے۔ پس تم وقت پر ضرورت کو پہچانو اور پھر اُس کے مطابق کام کرو۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق عطا فرمائے کہ اس میں بیداری پیدا ہو جائے اور ہم اُن خطرات کو سمجھ سکیں جو ہمیں پیش آنے والے ہیں اور ان کے مقابلہ میں اُتنا ہی قربانی کو بڑھاتے چلے جائیں بلکہ اُس سے بھی زیادہ بڑھاتے جائیں۔''

(الفضل 27؍جنوری 1953ء)

---

1 متی باب 26 آیت 21 تا 24

2 متی باب 26 آیت 35